درد کا حد سے گزرنا ہے‘ دوا ہو جانا

مولانا نور عالم خلیل امینی (انڈیا)

اللہ پاک نے اپنی زِندہ جاوید کتاب میں معجزانہ اور بلیغ اُسلوب میں فرمایا ہے کہ مومنوں کی صفات میں سے یہ ہے کہ وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں، بڑے بڑے گناہوں اور بدکاریوں سے بچتے ہیں، غصے کے وقت لوگوں کو معاف کردیتے ہیں، اپنے رب کی بات مانتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، دین و دنیا کے معاملات میں آپس کے مشورے کے بعد ہی کوئی قدم اُٹھاتے ہیں، ہمارے عطا کردہ رزق سے خرچ کرتے ہیں اور جب ظلم وجور کا شکار ہوں تو انتقام لیتے ہیں:

> ’’اور جو کچھ اللہ کے یہاں ہے، بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے واسطے ایمان والوں کے جو اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں اور جو لوگ کہ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائی سے اور جب غصہ آوے تو وہ معاف کردیتے ہیں اور جنھوں نے کہ حکم مانا اپنے رب کا اور قائم کیا نماز کو اور کام کرتے ہیں مشورے سے آپس کے اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ کہ جب ان پر ہووے چڑھائی تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔‘‘ (الشوریٰ: ۳۶ تا ۳۹، ترجمہ: شیخ الہندؒ)

آیت کریمہ میں ’’یَنْتَصِرُوْنَ‘‘ کا لفظ آیا ہے۔ یہ لفظ انتہائی بھرپور معنی کا حامل ہے، اس کے معنی: کامیابی، فوز وفلاح، غلبہ وفتح مندی، انتقام، دوسروں کی نصرت ومدد اور حق وانصاف کی مدافعت وغیرہ ہے، لہٰذا آیت کا مطلب ہوگا کہ جب اہل ایمان کو ظلم وتعدی سے سابقہ ہوتا ہے تو اس سے بھرپور انداز میں نمٹتے ہیں، کامیابی حاصل کرتے ہیں، ظالموں پر فتح پاتے ہیں، غلبہ وسربلندی کو روبہ عمل لاتے ہیں، اللہ کی مدد سے ظالموں سے انتقام لیتے ہیں، کیونکہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ مظلوموں کی مدد کرتا ہے، ظلم وجور کا نشانہ بننے والوں کا ساتھ دیتا ہے اور فتح مندی وغلبے کے ذریعے ان کی اشک شوئی اور خبرگیری کرتا ہے۔

یہ آیت موجودہ حالات میں مسلمانوں کے لیے بڑی بشارت کی حامل ہے، اس وقت ساری دنیا میں ہمیں ظلم وجور کا سامنا ہے، لامحدود ظلم وتعدی کا ہمیں شکار بنایا جارہا ہے، ہمیں پیہم اور بغیر کسی وقفے کے جسمانی وذہنی عذاب میں مبتلا رکھا جارہا ہے، ہمیں ہر طرف سے گھیرا جارہا ہے، ہمارا پیچھا کیا جارہا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ مظلومی کی یہ صورتِ حال ہمارا مقدر اور ہمارا نصیبہ ہے۔ یہ صورتِ حال ہم میں

کے لیے ذرا بھی ’’وقفۂ استراحت‘‘ کی گنجائش کیونکر ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’اور ہمت نہ ہارو، ان کا پیچھا کرنے سے، اگر تم بے آرام ہوتے ہو تو وہ بھی بے آرام ہوتے ہیں، جس طرح تم ہوتے ہو اور تم کو اللہ سے امید ہے، جو اُن کو نہیں۔‘‘ (النساء:۱۰۴، ترجمہ: شیخ الہندؒ)

واقعی کتنی سچی اور عبرت خیز بات ہے کہ صلیبی وصہیونی اور طرح طرح کے صنم پرستان جہاں، اپنے کفر وشرک، خدا بے زاری، رب کریم کی رحمت سے مایوسی، اس کے ثواب کے لالچ سے یکسر محرومی کے باوجود، رب رحمٰن سے لو لگانے والے اہل ایمان کی مسلسل مزاحمت اور اس کو حرفِ غلط کی طرح مٹانے کے عمل سے کسی لمحہ ہار ماننے کو تیار نہیں، تو بھلا اہل ایمان کے لیے یہ کب روا ہے کہ وہ ان کی مزاحمت اور ان کے گھات میں لگے رہنے سے مات کھائیں؟ ان کے لیے دشمنانِ دین اور باغیانِ رب عظیم کی محاذ آرائی سے منہ موڑنے کا کوئی جواز نہیں، جب کہ ہمارے مولیٰ نے اہل ایمان کے لیے دنیا کی زندگی میں سربلندی وفتح مندی اور آخرت کی زندگی میں آسمان وزمین کی وسعت رکھنے والی جنت کی ان گنت Z ں کا وعدہ کیا ہے، لہٰذا اس کے ثواب کی امید کے ساتھ کسل مندی کا کوئی معنی نہیں، اس کے وعدے پر یقین کے ساتھ کمزوری دکھانے کی کوئی گنجائش نہیں اور دنیا میں ا ' اور استحکام بخشنے اور آخرت میں سرخروئی سے نوازنے کی دونوں بھرپور بھلائیوں کی ترغیب پیہم کے بعد، اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا å استحقاق رکھنے والے گم کردۂ راہ کے مقابلے سے، جی چرانا چہ معنی دارد؟

ہم بعض مرتبہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر غور کرنے، قرآن میں ذکر کردہ اس کی عبرت خیز سچی داستان ہائے قوم وملل کو پڑھنے، تاریخ کے اشارات کو سمجھنے، الٰہی وعدہ اور وعیدوں کو احاطۂ فکر وتأمل میں لانے اور مجاہدین و N پر کیے گئے انعامات کو مستحضر رکھنے سے غافل رہتے ہیں، ہماری تاریخ بتاتی ہے کہ اللہ پاک مجاہدین کی نصرت رعب کے ذریعے کرتا رہا ہے، تائید غیبی سے انہیں تقویت دیتا رہا ہے اور کائنات کی ہر چیز میں پوشیدہ اپنے ’’سپاہیوں‘‘ کے ذریعے ان کی مدد کرتا رہا ہے۔ کائنات کی ہر شے اس کا ’’سپاہی‘‘ ہے، خاموش ہو یا گویا، جامد ہو یا بڑھنے والی، زندہ ہو یا مردہ، چھوٹی ہو یا بڑی، معمولی ہو یا غیر معمولی۔

ہاتھی والے ابرہہ اور اس کے فوجیوں کو اس خدائے ذوالجلال نے آخر پرندوں کی کنکریوں اور پتھروں کی بارش سے جس طرح تباہ کردیا تھا، رہتی دنیا تک کے لیے اس نے واقعے کو وحیِ متلو کی شکل میں زندہ پائندہ کردیا ہے، تاکہ دنیا والے ہمیشہ اس سے عبرت حاصل کرتے رہیں اور اگر توفیق ہو تو اس کے A اور چھپے ’’سپاہیوں‘‘ سے خوف کھاتے رہیں، آ Ø! ہمارے ساتھ آپ بھی اس چھوٹی سی سورۃ کی تلاوت کیجئے اور اپنے ایمان کو تازہ اور یقین کو ° اور رب کی بے حساب قدرت کا کچھ اندازہ کیجئے:

’’کیا تو نے دیکھا! کیا، کیا تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ، کیا نہیں کردیا ان کا داؤ غلط اور بھیجے ان پر اڑتے جانور ٹکڑیاں ٹکڑیاں، پھینکتے تھے ان پر پتھریاں کنکر کی، پھر کر ڈالا ان کو جیسے بھس کھایا ہوا۔‘‘ (سورۂ فیل: ۱ تا ۵، ترجمہ: شیخ الہندؒ)

www.banuri.edu.pk

اصحاب الفیل کا قصہ ذہن میں تازہ کرلیجئے ’’حبشہ‘‘ کی طرف سے ’’یمن‘‘ میں ایک حاکم ’’ابرہہ‘‘ نام کا تھا، اس نے دیکھا کہ سارے عرب کعبہ کا حج کرتے ہیں، تو اس کے سینے میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی کہ عرب والوں کو یہ سعادت حاصل ہے کہ لوگ اسی کے خطے میں ساری دنیا سے کھنچے چلے آتے ہیں، ایسا ہم عیسائیوں کے لیے کیوں نہیں؟ اس نے چاہا کہ لوگ کعبہ کو چھوڑ کر ہمارے پاس جمع ہوا کریں، اس کی تدبیر اس کے ذہن میں یہ آئی کہ اپنے عیسائی کے نام پر ایک عالی شان گرجا بنایا جائے، جس میں ہر طرح کے تکلفات اور راحت و دلکشی کے سامان ہوں، اس طرح لوگ اصلی اور سادہ کعبہ کو چھوڑ کر اس مکلّف اور مرصع ’’کعبہ‘‘ کی طرف آنے لگیں گے اور مکہ کا حج چھوٹ جائے گا، چنانچہ ’’صنعاء‘‘ جو یمن کا بڑا شہر ہے، اپنے مصنوعی کعبہ کی بنیاد رکھی اور خوب دل کھول کر روپے خرچ کیے، اس پر بھی لوگ ادھر متوجہ نہ ہوئے۔ عربوں کو خصوصاً قریش کو جب اس کی خبر ہوئی سخت ناراض ہوئے، کسی نے غصے میں آکر وہاں پاخانہ کردیا، ابرہہ چراغ پا ہوگیا، اس نے جھنجھلا کر کعبہ شریف پر فوج کشی کردی، بہت سا لشکر اور ہاتھی لے کر اس ارادے سے چلا کہ کعبہ کو منہدم کردے، اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب قریش کے سردار اور کعبہ کے متولی اعظم تھے، ان کو ابرہہ کے اس ارادے کی خبر ہوئی، تو اہل مکہ سے فرمایا: ’’لوگو! اپنا بچاؤ کرلو، کعبہ جس کا گھر ہے، وہ خود اس کو بچالے گا۔‘‘ ابرہہ نے راستہ صاف دیکھ کر یقین کرلیا کہ کعبہ کا منہدم کردینا کوئی مشکل کام نہیں، کیونکہ ادھر سے کوئی مقابلہ کرنے والا نہ تھا، جب وادی ’’محسر‘‘ (جو مکہ کے قریب جگہ ہے) پہنچا تو سمندر کی طرف سے سبز اور زرد رنگ کے چھوٹے جانوروں کی ٹکڑیاں نظر آئیں، ہر ایک کی چونچ اور پنجوں میں چھوٹی کنکریاں تھیں، ان عجیب وغریب پرندوں کے غول کے غول کنکریاں لشکر پر برسانے لگے، خدا کی قدرت سے وہ کنکر کی پتھریاں بندوق کی گولی سے زیادہ کام کرتی تھیں، جس کے لگتیں، ایک طرف سے گھس کر دوسری طرف کو نکل جاتیں اور ایک عجیب طرح کا سمی مادہ چھوڑ جاتی تھیں، بہت سے تو اپنی جگہ ہلاک ہوگئے، جو بھاگے وہ دوسری بڑی بڑی تکلیفیں اٹھا کر مرے۔

www.banuri.edu.pk